ابن خلدون اور اس کا مقدمہ

از

(جناب ڈاکٹر محمد احمد صاحب صدیقی پروفیسر یونیورسٹی الٰہ آباد)

نگاہِ اولین

یہ بات افسوس ناک نہیں ہے کہ یورپین اقوام نے ابن خلدون کی فضیلت اور اس کی قدر وقیمت کو اہلِ مشرق سے پہلے جانا پہچانا اس لئے کہ یہ صورت تو بہت سے بڑے بڑے مفکرین کے لئے پیش آئی ہے۔ ہاں یہ بات یقیناً موجب تاسف ہے کہ بعض مشرقی حضرات ابن خلدون کی قدر و قیمت کو گھٹانے کے درپے ہوتے ہیں حالانکہ مغربی اہلِ علم اس کے فضائل کے اظہار میں پوری کوشش کر چکے ہیں۔ جن مسلمانوں نے ابن خلدون کی سیرت بالخصوص عربی زبان میں لکھی ہے وہ تین ہیں۔ ایک گروہ تو وہ ہے جسے اپنی عربی انشا پردازی پر بڑا ناز ہے، اس نے اپنے فہم کی رسائی کے مطابق جو کچھ لکھا وہ اپنے مقصد کی نیکی کی بنا پر شکریہ کا مستحق ہے لیکن ملامت کا سزاوار ہے تشویش اور خبط کے ان نتائج کی وجہ سے جو "فلاسفۂ اسلام" سے پیدا ہوئے ہیں۔

دوسرا وہ گروہ ہے جو ایک بات پڑھتا ہے تو اس میں ایک مقالہ لکھ دیتا ہے وہ اپنے وہم و خیال میں کوئی نظریہ سوچتا ہے اس کے متعلق دو جلدیں لکھ مارتا ہے، وہ ہمیشہ مفہوم اور غیر مفہوم "کمزور اور محکم رائے" ممکن اور غیر ممکن امر کے درمیان میں متردد رہتا ہے۔ تم کو وہ کتاب اور مقالے میں شک کا داعی اور ایسے خیال کا اخذ کرنے والا نظر آئے گا جو ابن خلدون کی سوانح حیات میں ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔

تیسرا گروہ وہ ہے جس کا مقصد پہلے گروہ کی طرح اچھا ہے اور اندازِ بیان میں دوسرے گروہ کے قدم بہ قدم ہے اس کی نظر میں قصہ کی شکل وصورت بہ نسبت قدر وقیمت ونتائج کے زیادہ اہم ہے

اور یہ تحریر جو اس وقت اس معمولی شکل میں تمھارے پیش نظر ہے اس کی غرض وغایت صرف اس قدر ہے کہ ابن خلدون کی کچھ رائیں مختصر طریقہ پر ذکر کی جائیں اور کسی قدر ان کی قدر و قیمت پر روشنی ڈالی جائے۔ اور اس قیمت کی مقدار کا فیصلہ قارئین کی رائے پر چھوڑ دیا جاتے۔

یہ امر مسرت بخش ہے کہ اللہ تعالٰے نے ابن خلدون کے لئے ایک بڑے عالم کو توفیق عطا فرمائی ہے وہ عنقریب عربی داں اصحاب کے لئے ایک ایسی کتاب شائع کرے گا جو نہایت محکم وکامل اور تفتیش حالات میں ایک نمونہ اور انصاف میں ایک مثال اور علمی خزانہ کے لئے ایک دولت ہوگی۔ اس وقت ابن خلدون اپنی قوم میں ایسے مرکز میں آجائے گا جو اس کے لایق ہے اور یہ کتاب اس کو ایسے مرکز کی طرف چڑھا دے گی جس میں وہ مغرب کی نگاہ میں ہے۔

ابن خلدون کے زمانہ کی کیفیت

ابن خلدون نے وہ زمانہ پایا جو تمام ممالک اسلامیہ میں سیاسی و اجتماعی و فکری ضعف کا زمانہ تھا اس سے پہلے کا زمانہ اور اس کے بعد کا زمانہ فکری قحط اور سیاسی انحطاط شدید کا دور تھا۔

اندلس کی یہ حالت تھی کہ عرب کا سایہ اس کے زیادہ حصہ سے جدا ہو چکا تھا پھر غرناطہ کے جنوبی حصہ میں کچھ خفیف حرکت نمودار ہوئی اور خود ابن خلدون نے محسوس کیا تھا کہ یہ سایہ (حمایت عرب) عنقریب زوال پذیر ہے جہاں جب وہ اپنے مقدمہ کے صفحہ ۱۴۷ میں کہتا ہے۔۔۔ جیسا کہ اس زمانہ میں اندلس کا حال جلالقہ (اندلس کے نصاریٰ) کے ساتھ ہے تم ان کو (اندلس کے مسلمانوں کو) پاؤگے کہ وہ جلالقہ کی مشابہت لباس میں اور ہیئت و وضع میں اور بہت سی عادات و کیفیات میں یہاں تک کہ دیواروں میں اور مصنوعات میں اور گھروں میں تصاویر بنانے میں کرتے ہیں جسے چشم دانش سے دیکھنے والا محسوس کرلیتا ہے کہ یہ (مخالفین کے) غلبہ کی علامات میں سے ہے والامر للہ"

مغرب (شمالی افریقہ) کی یہ حالت تھی کہ موحدین کی حکومت جس کی بدولت امام ابن باجہ اور ابن الطفیل اور ابن رشد تھے۔ شروع ساتویں صدی ہجری سے ہی کمزور ہو گئی تھی اس کے توڑنے پر مراکش میں بنو مرین

اور جزائر میں حکومت بنی عبد الواد اور تونس میں بنو حفص تلے ہوئے تھے۔ ابن خلدون کی پیدائش کے زمانہ میں ان سب حکومتوں پر ضعف اور نزاعات کا غلبہ تھا پھر ۸۲۳ھ (۱۴۲۰ء) میں بنو مرین کا زوال ہوگیا اور بنی عبد الواد کی حکومت ۷۳۷ھ (۱۳۳۷ء) میں ٹوٹ گئی پھر از سر نو تھوڑے زمانے کے لئے سبتہ" میں آٹھویں صدی ہجری میں قائم ہوئی۔ اور بنو حفص کی حکومت زمانہ دراز تک زندہ رہی۔ لیکن کمزوری اور جھگڑوں میں مبتلا رہی۔ پھر مغرب کے حکمران منتشر ہو گئے ہر حکمران کسی شہر پر قناعت کر کے اس میں اور اس کے متصل بستیوں میں یا اس کے بغیر حکمرانی کرتا تھا اور لڑائیوں اور فتنوں میں کبھی سکون نہ ہوا۔

مشرق کی یہ حالت تھی کہ صلیبی جنگوں کے زخم سے ابھی اس کے حواس درست نہیں ہوئے تھے۔ مصر اور سوریہ اور حجاز ممالیک برجیہ کے حکم کے تحت میں ٹیکسوں کی زیادتی اور آبادی کی کمی سے نالاں تھے اور عراق ترکی سرداروں کے درمیان میں منقسم تھا۔ پھر تیمور لنگ مغلوں کی جماعتوں کو لے کر حملہ آور ہوا اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں بغداد پر غالب ہوگیا اور کل ما بین النہرین پر قابض ہوگیا اور تکریت میں انسانی کھوپڑیوں کا مینارہ بنایا اس کے بعد سوریہ پر ۸۰۳ھ (۱۴۰۱ء) میں آندھی بگولا کی طرح چڑھ آیا اور خوف اور بربادی اور قتل کی تخم ریزی ہر جگہ کر دی۔

یورپ اس زمانہ میں اصلاحِ اجتماعی اور تنظیم سیاسی اور فکری ترقی کی دولت سے مالامال تھا۔

ابن خلدون کے سوانح حیات بطریق اختصار

ابن خلدون کا سلسلۂ نسب ایک یمنی خاندان تک جو عرب حضر موت (جنوبی بلاد عرب) سے ہے پہونچتا ہے۔ اس کے اجداد میں حجر (بضم حا) ہے جو غالباً یمن کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کے بیٹے وائل بن حجر مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حدیث روایت کی پھر وہ اور ان کی اولاد کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے، وائل رضی اللہ عنہ کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی۔

ابن خلدون کے قریبی اجداد میں خالد بن خطاب ہے جو فتح اسلامی کے وقت ۹۲ھ (۷۱۱ء)

ہیں اندلس میں داخل ہوا۔ خطاب کی اولاد نے پہلے "قرمونہ" میں سکونت اختیار کی پھر اشبیلیہ میں، وہاں وہ لوگ خلدون (تصغیر خالد) کے نام سے مشہور ہوئے۔، تقریباً سنہ ۶۲۵ھ (۱۲۲۷ء) میں اشبیلیہ پر اسپین کا خطرہ شدید ہوا تو ان لوگوں نے اشبیلیہ سے ہجرت کی، بیس سال قبل اس کے کہ فردیناند ثالث شاہ قشتالہ کا تسلط اشبیلیہ پر ہو (۶۴۶ھ ۔ ۱۲۴۸ء) تو وہ لوگ سبتہ (مراکش کا بندرگاہ بحر متوسط پر) میں مقیم ہوئے۔ پھر ابن خلدون کا دادا "محمد" تونس کی طرف منتقل ہوا اور ابو حفص کا وزیر ہوا اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کا وزیر ہوا۔ ابن خلدون کا باپ بھی سول اور ملٹری عہدوں پر مقرر ہوتا رہا لیکن پھر اس کی حالت پلٹی اور وہ علم کا شیفتہ ہوگیا آخر وہ فقہ اور لغت کا پکا عالم ہوگیا۔ اس کی وفات بعارضہ طاعون مہلک سنہ ۷۴۹ھ (۱۳۴۸ء) میں ہوئی۔ اس طاعون جارف کی وبا میں کثیر التعداد علماء عالمِ فانی سے دار البقا کی طرف چل دیئے۔ غفر اللہ لہم۔ اب خود ابن خلدون کا حال لکھا جاتا ہے۔ (وہ ولی الدین ابو زید عبد الرحمٰن محمد بن محمد . . بن خالد ابن الخطاب ہے) تونس میں غرہ رمضان سنہ ۷۳۲ھ کو پیدا ہوا اُس نے اپنے باپ سے اور بعض علمائے تونس سے یا ان سے جو باہر سے آتے تھے قرآن عظیم حفظ کیا اور تفسیرِ و حدیث و فقہ و لغت و نحو پڑھا اور بہت شعر یاد کئے سنہ ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) میں اس نے اکثر علومِ دینیہ و لغویہ کو پورے طور پر حاصل کر لیا پھر جو علم سیکھا تھا اس کو وسیع بنایا اور منطق و فلسفہ کے علوم سے بہت سی چیزیں حاصل کر لیں۔ اور سنہ ۷۴۸ھ میں ابو الحسن سلطان مراکش کی مصاحبت میں پہونچ گیا۔ مگر عملی طور پر حکومت کے عہدے پر پہلے پہل سنہ ۷۵۲ھ (۱۳۵۱ء) میں فائز ہوا۔ اس کو "کتابۃ العلامۃ" (دیوان الرسائل) کا کام ابی محمد بن نافراکین کے لئے جو کہ اس زمانہ میں تونس میں حکومت پر مستقل تھا متور کیا گیا۔ پھر اس کا وصف ابو عنان حاکم "فاس" سے بیان کیا گیا ابو عنان علما کو اپنے دربار میں جمع کیا کرتا تھا اُس نے ابن خلدون کو سنہ ۷۵۵ھ میں طلب کیا اور آخر سنہ ۷۵۶ھ (آخر سنہ ۱۳۵۵ء) میں اسے ملازم رکھ لیا لیکن اس کے دوسرے ہی سال میں ابو فارس سے اس کی شکایت کی گئی اور وہ قید کر دیا گیا پورے دو سال قید میں رہا۔ جب ابو فارس کا بتاریخ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۷۵۹ھ انتقال ہوگیا تو قائم بالدولۃ وزیر حسن بن عمر نے فوراً قیدیوں کی ایک جماعت کو رہا کر دیا ابن خلدون بھی اس جماعت کا ایک فرد تھا۔ اور

جب سلطان ابوسالم نے فاس فتح کیا اور بنی مرین کو وہاں سے نکال دیا تو ابن خلدون اس کا کاتب راز و خط و کتابت و انشاء (نصف شعبان ۷۶۰ھ میں) ہو گیا پھر اس کو خطۃ المظالم کا کام مل گیا۔ اور جب بنو عبد الواد نے دوبارہ تلمسان میں اپنی حکومت قائم کرلی تو ابن خلدون ان کے پاس پہنچا اور یہ روز عید الفطر ۷۶۳ھ ان کے بادشاہ ابا حمو کی مدح کی لیکن اس نے وہاں ٹھہرنا پسند نہ کیا اس سابق منافرت کی وجہ سے جو اس کے اور ان کے درمیان تھی بلکہ اپنے شہر میں واپس جانا پسند کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اسے منع کیا اور ارض مغرب سے اسے دور کر دینے کا ارادہ کیا۔ اور اس نے اسی درمیان میں قائد محمد بن الحکیم متوطن قسطنطنیہ (شمالی جزائر) کی بیٹی سے شروع ۷۶۴ھ میں شادی کرلی جس کے بطن سے ابن خلدون کے تین بچے ہوئے۔ ابن خلدون تلمسان میں بنی عبد الواد سے ترک تعلق کر کے شروع ۷۶۴ھ میں اندلس آیا اور ابن الاحمر والی غرناطہ اور اس کے مشہور وزیر لسان الدین بن الخطیب کے دربار میں باریاب ہو وہ اندلس میں بماہ ربیع الاول ۷۶۴ھ (آخر ۱۳۶۲ء) پہنچا وہاں اس کی بڑی عزت ہوئی۔ پھر اس کو ابن الاحمر نے ۷۶۵ھ (۱۳۶۳ء) میں سفیر بنا کے سرکش بادشاہ قشتالہ "بطرہ بن الهنشہ بن اوقونش (بطرس چہارم سنگدل جو اپنے باپ فونس یازدہم کا ۱۳۵۰ء میں جانشین ہوا اور ۱۳۶۹ء میں مرگیا) کے پاس اس صلح کے معاملہ کو پورا کرنے کے لئے بھیجا جو اس کے اور شاہانِ عدوہ (شمالی افریقہ) کے درمیان ہونے والی تھی۔ پھر اسے ابن الخطیب کی جانب سے رنجش کا احساس ہوا اس لئے وہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۷۶۶ھ کو اندلس کو چھوڑ کر دوسرے مہینہ میں مغرب پہونچا اور "بجایہ" گیا کیوں کہ سلطان ابو عبد اللہ کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا رمضان ۷۵۵ھ میں۔ اس نے ابن خلدون کو عہدۂ وزارت عطا کرنے کو بلایا تھا ۷۶۶ھ و ۷۷۶ھ کے درمیان میں ارضِ مغرب میں بہت فتنہ و اضطراب پیدا ہو گیا جس سے ابن خلدون سیاسی تکالیف کی وجہ سے اکتا گیا اس لئے اس نے عہدوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور قلعہ ابن سلامۃ (شرقی تلمسان الجزائر کی شمال میں) کا راستہ لیا اور ایک سردار کی اولاد کے پاس تقریباً چار سال ۷۷۶ھ سے ۷۸۰ھ تک مقیم رہا۔ وہیں اس نے اپنی مشہور تاریخ کی

کی تالیف شروع کی پھر اسے تالیف کے مواد کی حاجت محسوس ہوئی جو وہاں میسر نہ تھا اس لئے وہ پھر تونس واپس آیا۔ ۷۷۴ھ (۱۳۷۲ء) میں اس کا خیال حج کو جانے کا ہوا مگر جب وہ مصر پہنچا تو ارادہ بدل گیا وہاں وہ مالکی مذہب کا قاضی القضاۃ ہو گیا اور جامع ازہر میں درس دینے لگا پھر ۷۸۹ھ (۱۳۸۷ء) میں اس کو حج کرنے کا شرف حاصل ہوا جب لوٹ کر قاہرہ پہنچا تو صرف درس دینے کا کام اختیار کیا لیکن پھر ۸۰۱ھ (۱۳۹۹ء) میں وہ دوبارہ قاضی ہو گیا۔ اور جب تیمور لنگ سوریہ پر حملہ آور ہوا تو الملک الناصر فرج ابن الملک الظاہر برقوق تیمور سے گفتگو کرنے کے لئے دمشق گیا اور اپنے ساتھ عالموں کو جس میں ابن خلدون بھی تھا لے گیا پھر ناصر فرج نے اپنے خلاف مصر میں پروپگنڈہ ہونے کی خبر سنی تو وہ واپسی پر مجبور ہو گیا۔ تب ابن خلدون نے موقع کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور پوشیدہ طور پر ایک وفد کا سردار بن کر تیمور سے گفتگوئے صلح کرنے کو گیا اور بہت پسندیدہ تقریر کی۔ تیمور نے اس کی بہت عزت کی اور مصر واپس کر دیا۔ ابن خلدون اس کے بعد بار بار مصر کا قاضی مقرر ہوا۔ ابن خلدون کی وفات قاہرہ میں ۲۵ رمضان ۸۰۸ھ کو ہو گئی۔ غفرلہ اللہ ورحمہ۔

(ابن خلدون کی کتابیں)

مورخین نے ابن خلدون کی کئی کتابوں کا حساب و منطق و تاریخ وغیرہ میں ذکر کیا ہے، ان میں سے ہمارا مطمح نظر اس کی مشہور کتاب "کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر" ہے۔ یہ کتاب آٹھ بڑی ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس کے آخر میں اس نے خود اسکی تعریف کی ہے (نفح الطیب ۱۷۰۴) اس کتاب میں سے خصوصیت کے ساتھ جزو اول ہمارا مطمح نظر ہے جس کو مقدمہ ابن خلدون" یا صرف "مقدمہ" کہتے ہیں۔ اس جزو اول کے حصے حسب تفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ دیباچہ (ص ۳-۹) اس میں ابن خلدون ذکر کرتا ہے کہ اس نے مورخین کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو ان کو تحقیق سے دور پایا اس لئے اس کتاب کو ترتیب دیا اور اس کو مشتمل کیا بحث پر آبادیوں کے بارے

ہیں پھر عرب اور مشرق کی تاریخ پر پھر بربر اور مغرب کی تاریخ پر۔

ب۔ **مقدمہ** (جزء اول کا مقدمہ ص ۹-۳۵) علم تاریخ کی فضیلت میں اور اس کے مذاہب کی تحقیق اور روشنی ڈالنے میں ان غلطیوں کی جو مورخین کو پیش آتی ہیں مع ان کے چند اسباب کے ذکر کے۔

ج۔ **الکتاب الاول** (ص ۳۵-۵۸۸، یہ حصہ جزء اول کا آخر ہے) عمران کی طبیعت (اجتماع بشری) کا بیان اور ان چیزوں کا ذکر جو عمران (آبادی) میں پیش آتی ہیں مثلاً بدویۃ و حضارۃ اور زبردستی قبضہ کر لینا اور کسب و معاش اور صناعات و علوم وغیرہ اور ان کی علتیں اور اس میں چھ فصل ہیں۔

۱۔ **الفصل الاول** جغرافیہ طبیعیہ و بشریہ میں (ملک کا اثر انسان کے ابدان و اخلاق و احوال میں اور جس کا ظہور آبادی سے ہوتا ہے۔ ص ۳۵-۱۱۹،

۲۔ **الفصل الثانی**۔ بدوی آبادی کے ذکر میں (اور اس میں اہل بدو اور اہل حضر کے درمیان موازنہ ہے اور ان کے خصائص کا ذکر ہے پھر اس میں عصبیت اور تغلب اور ملک پر کلام ہے) ص ۱۲۰-۱۵۳،

۳۔ **الفصل الثالث**۔ حکومت کے بیان میں۔ (حکومت کس طرح حاصل ہوتی ہے اور قوی ہوتی ہے پھر کمزور ہو جاتی ہے۔ اور ان چیزوں کا بیان جس کی حاجت حکومت کو ہوتی ہے مثلاً مناصب (عہدے) اور خشکی و تری میں وسائل دفاع اور تفصیلی کلام ٹیکسوں اور خراج کے متعلق) ص ۱۵۴-۳۴۲،

۴۔ **الفصل الرابع**۔ شہری آبادی کے بیان میں مخصوص (شہروں کا بنانا بلند و بڑی عمارتوں کی تعمیر۔ شہروں میں آسائش اور صنعتیں۔ پھر شہروں کی ویرانی جب کہ ان کی آبادی زیادہ ہو جائے یا وہاں کی سلطنتیں جاتی رہیں) ص ۳۴۲-۳۸۰،

۵۔ **الفصل الخامس**۔ بیان میں معاش کے اور اس کے طریقوں کے اور ان احوال کے جو

ان سب میں پیش آتے ہیں۔ (اور حکومتوں کے وظائف سے اور کاشت کاری سے اور تجارت سے اور صناعات مثلاً تعمیر مکانات اور بڑھئی کے کام اور سلائی اور صناعۂ تولید اور فنِ موسیقی سے کمانے کے بیان میں) ص ۳۸۰ - ۴۲۹ -

۶- **الفصل السادس**۔ بیان میں علوم کے اور ان کے اقسام کے اور تعلیم کے اور اس کے طریقوں اور کل وجوہ کے اور ان احوال کے جو ان سب میں پیش آتے ہیں۔ ص ۴۲۹ - ۵۸۸ -

تاریخ فلسفہ میں ابن خلدون کا درجہ

ابن خلدون صرف فلسفی اجتماعی نہ تھا بلکہ وہ عالم اجتماعی اور علم اجتماع کا موجد بھی تھا اس سے پہلے کسی نے اس علم میں کلام نہیں کیا پھر اہلِ یورپ کے علماء اجتماع جو ابن خلدون کے بعد ہوئے وہ ہمیشہ بعض نظریاتِ اجتماعیہ میں اس سے الگ رہے یا آبادی کے ان قوانین میں سے جن کو ابن خلدون نے آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) میں ظاہر کیا تھا بعض قوانین سے بالکل بے خبر رہے اور جب کہ انیسویں (19) صدی عیسوی قریب ہوئی اور علم اجتماع یورپ اور امریکہ میں وسیع پیمانہ پر پہونچا۔ تو زمانۂ جدید کے علما نے اس چیز میں گہری نظر ڈالنے کے بعد جسے عبدالرحمن بن خلدون نے اپنے مقدمہ مشہور بہ مقدمۂ ابن خلدون میں شرح و بسط سے بیان کیا ہے اس کے صائب رایوں اور قوانین شاملہ کی قدر و قیمت کو سمجھا۔ اور "اعنت مولار من" (دہ بور ۲۰) کا یہ ذکر کرنا کہ ابن خلدون کا مسلک صرف تاریخ اسپین اور مغربی افریقہ اور صقلیہ پر وہ بھی جس کا تعلق گیارہویں صدی مسیحی اور پندرھویں صدی میلادی کے درمیانی زمانہ سے ہے منطبق ہوتا ہے ہمارے فیلسوف ابن خلدون کو کچھ بھی مضر نہیں ہے کیوں کہ سب مفکرین اور فلاسفہ اور علما جب حیاتِ اجتماعیہ کے اطراف ذکر نے کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ اس چیز کے پابند ہو گئے جسے انھوں نے اپنی سرزمین میں جانا یا تو اس وجہ سے کہ دوسرے ملکوں کے حال سے وہ ناواقف تھے جیسا کہ ابن خلدون کا حال ہے۔ یا اس وجہ سے کہ وہ جس سرزمین کی تصویر پیش کرنا اور اس کی اصلاح کرنا چاہتے تھے اس میں منہمک ہو گئے تھے جیسا کہ یہ بھی ابن خلدون کا حال ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لو کہ ابن خلدون کے بعض قوانین اس زمانہ میں عالم اسلامی کے علاوہ پہ بھی

منطبق ہونے تھے اور برابر کم وبیش بہت سے ممالک پر مختلف زمانوں میں صادق آتے رہے ہے
اس بنا پر ابن خلدون فقط عرب اور مسلمانوں کا پہلا اجتماعی فیلسوف نہ ہوا اور نہ وہ صرف فلسفۂ اجتماع کے اکابرین سے ہے بلکہ وہ مطلقاً پہلا عالمِ اجتماع اور سب سے بڑا آبادی کے حقائق اولی کا یعنی فکر انسانی کی تاریخ میں سمجھنے والا ہوا ہے۔ اور جب ابن خلدون حضارۃ اسلامیہ عربیہ کا مورخ نہیں ہے تو وہ بلا اختلاف اس حضارۃ کی تاریخ کی بنیادوں کا بتانے والا ہے اور ان بنیادوں کا وضع کرنے والا ہے جن پر عموماً تاریخ کی کتابت کا قائم ہونا ضروری ہے۔

بے شک ابن خلدون نے تاریخ کے حوادث کا تابع ہونا ان علل واسباب کو سمجھا ہے جو اجتماعِ انسانی سے پیدا ہوتے ہیں مع ہر اس چیز کے جو اجتماع میں ہے یعنی کیفیت طبیعیہ اور اقتصاد اور سیاست و دین" پھر مع ان چیزوں کے جو اجتماع سے متفرع ہوتی ہیں مثلاً عصبیت و نفسیت اور افراد و جماعات کے درمیان میں تنازع۔ اور مختصر الفاظ میں یہ کہ تاریخ ابن خلدون کے نزدیک ہے بشری آبادی اور اجتماع انسانی کا زمانہ گزرنے پر طرح طرح کے طریقے اختیار کرنا ہر اس چیز کے ساتھ جس کا تعلق ان دونوں سے ہوتا ہے یعنی جہت مادیہ محسوسہ سے اور جو ان دونوں میں عارض ہوتا ہے جہت عقلیہ معنویہ سے اور "فون کریمر" نے غلطی نہیں کی جب کہ اس نے ابن خلدون کو مورخ فیلسوف قرار دیا۔ اور نہ "اکرونا الد" نے مبالغہ کیا جب کہ اس نے ابن خلدون کو نویں صدی میلادی تک کے مورخین میں سب سے اوّل و اعظم بتایا۔ ابن خلدون کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے "علم العمران" (علم الاجتماع) میں کُل مظاہرِ اجتماع انسانی کو داخل کر دیا اس بنا پر کہ وہ نظامِ واحد شامل کے مظاہر ہیں ان کو اس نے مستقل اقسام منظم بہ تنظیم عرفی نہیں سمجھا جیسا کہ بہت سے علماء اجتماع نے ابن خلدون کے بعد گذرے ہیں گمان کیا ہے۔

ابن خلدون کے خصائص

ابن خلدون مورخ فیلسوف اور عالم اجتماعی تو تھا ہی مفکر ادیب عالم بھی تھا۔ وہ چند خوبیوں میں غیر معمولی طور پر ممتاز تھا جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ وسعت واقفیت۔ اس نے بہت سی کتابوں کا مطالعہ غور وخوض اور نظر دقیق سے کیا

جس سے اس کو یہ قدرت حاصل ہو گئی تھی کہ وہ ہر وقت ان میں اپنی زبردست قوتِ حافظہ کو کام میں لائے ان کی رایوں کی تلخیص کرے ان کو پرکھے اور ان کی قدر و قیمت بتائے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ کو مطالعہ کرتے ہوئے اس امر سے حیرت ہوگی کہ مقدمہ میں ایسی معلومات دیکھو گے جو ایسی کتابوں سے ماخوذ ہیں جن کے متعلق یہ خیال دل میں نہیں گزرتا کہ ابن خلدون نے ان کو ایسے تبحر کے ساتھ پڑھا ہے۔

۲۔ مطالعۂ کتب میں اس کے فکر کی آزادی باوجود مولفین کتب کے اختلاف طرق کے۔ حتیٰ کہ وہ ان رایوں کو بھی درج کر دیتا ہے جن کا وہ معتقد نہیں ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ مقدمہ میں ان کو بیان کرنا ضروری ہے۔

۳۔ اس کی قدرت رایوں کو پیش کرنے پر اور ان کے نقد پر اور رایوں کے صحیح اور فاسد میں امتیاز پر بہ اعتبار راتی جانچ کے یا باعتبار قوانینِ منطق کے۔

۴۔ اس کے ملاحظہ کی شدت اثنار مطالعہ میں عموماً اور خصوصاً زندگی کی پیچیدگیوں کے مطالعہ میں "ابن خلدون" کو بڑا حصہ ملا ہے اس تعجب خیز قدرت کا جس سے ان اثرات پر وہ مطلع ہو سکا جو زندگی پر غالب ہو گئے ہیں اور اس کو زندگی کے مظاہر متفقہ یا مختلفہ کا دیکھنا اور ان کے ان مراتب کا جو اس کے ایجاد کردہ نظامِ اجتماعی میں ہیں ظاہر کرنا ممکن ہوا۔

۵۔ ملاحظات اور رایوں کے درمیان مقارنہ و موازنہ پر اس کا قادر ہونا قوانین کے استخراج کے لئے۔ پھر ان قوانین کا حتی الامکان شامل بنانا کہ کثیر قضایا پر وہ صادق آئیں۔

۶۔ سیاسی اور دفتری زندگی میں اس کا وسیع تجربہ حکومت اور قضا کے زمانے میں اس نے اندلس اور شمالی افریقہ اور مصر اور حجاز اور سوریہ میں بہت سفر کرنے سے جدید تجربہ حاصل کیا۔ اور بے شک اس کی کتاب تاریخ میں پچاس سالہ مطالعہ و غور و خوض و تجربہ سے بھری ہوئی کوششوں کا نتیجہ ہے۔